خالد محمود رانا
ریسرچ اسکالر
شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

سچل سرمست: اردو شاعری میں محبت کی علامتی معنویت

ABSTRACT

Sachal Sarmast: A spiritual symbol of Love in Urdu poetry
By Dr. Khalid Mehmood Rana, Research Scholar, Department of Urdu, University of Karachi.

Sachal Sarmast, a legendary and well renowned poet of Sufism has a remarkable and significant standing in the poetic history of sub-continent Indo Pak. He had good command over seven languages and was called as "Haft Zaban Shair". Besides other languages, he had posted sophisticated poetry in Urdu language too. By way of his poetry, he has preached love, peace and prosperity. His name is meritorious asasymbol of love in Urdu poetry and every line of his Urdu poetry leads to thetrue meaning of love.

انسان کی روزمرّہ زندگی اور زندگی کے رویوں کی روشنی میں جذبۂ تصوف اور فکری شعور دونوں کارفرما رہتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان صحیح فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ محبت جب غور وخوض کے زمرے میں داخل ہوتی ہے تو امکانات کا تعین ،جذبات سے مبرا ہوکر کرنا ہوتا ہے کیوں کہ مغلوب الجذباتی کیفیت میں درست سمت کا تعین نہیں ہوسکتا۔ تصوف اور جذبات کا تعین حکیمانہ اور نظریاتی بحث سے نہیں کر سکتے جبکہ دوسرا انداز ہ معاشرے کی اقدار اور ان کا اثر شہادت اور قوت سے ہوتا ہے۔

جذبات اور تصوف ایک اہم موضوع ہے اس کی معنویت اور علامت محبت سے شروع ہوتی ہے وہ محبت جو بے لوث اور ریا سے پاک ہو۔ جذبات پر غور کرنے سے پہلے مزاج دانی اور رمز شناسی بنیادی عناصر ہیں۔ جذبات کے تغیرات کا مطالعہ منزل کے نشان کا پتا دیتا ہے۔ جذبات سے مغلوب ہوکر ایک دوسرے میں مدغم ہونا محبت کی علامت ہے۔ خواہش ،میلان، تاثر اور جذبے کی بنیاد محبت کی علامت اور معنویت کی حامل ہے۔ ان چاروں میں نفسیاتی سوچ محبت کی مظہر ہے اور ہر ایک زبان کی شاعری میں ان کا پھیلاؤ نظر آتا ہے۔ سچل کی شاعری کا پھیلاؤ ہمہ جہت ہے۔ یہ مذہب رنگ ونسل کی قید میں نہیں ہے۔ محقق وتحقیق نگار صوفیاء کی شاعری میں محبت کی معنویت اور ان کے اثرات کو تلاش کرنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔

تصوف اور صوفی ازم کے زیر اثر زبانوں کی ترقی اور ارتقامیں علاقائی زبانوں کا دخل ہمیشہ سے قابل ستائش رہا ہے۔علاقائی زبانیں کسی ایک اہم زبان کے ساتھ میل جول کے باعث مرکزی زبان سے اخذ وقبول کرلیتی ہیں اور یہی صورت مرکزی زبان کی بھی ہوتی ہے ۔ مذہب اور سماجیات کا تعلق ہمہ گیری سے ہوتا ہے ایسے میں اگر مذہبی اکابر مثبت رویہ اختیارکریں تو زبانوں کا میل جول ایک نئے عہد کوجنم دیتا ہے ایسا ہی ایک مثبت رویہ سچل سرمست کی شاعری کا سامنے آتا ہے۔آپ ایک مستند ہفت زبان شاعر تھے، ان کے کلام کا زیادہ تر حصہ سرائیکی، سندھی، فارسی، پنجابی، ہندوی(اردو) اور عربی پر مشتمل ہے۔سچل سرمست کی شاعری کا جتنا ذخیرہ دریافت ہوا ہے مذکورہ زبانوں میں اپنی ہیئت کے اعتبار سے والہانہ وارفتگی کا شاہکار ہے۔سچل سرمست کے بہت سے افکار اورفکری زاویے ادبی دنیا سے مخفی ہیں جن میں بھائی چارے کی فضا ہے جو رجائیت لیے ہوئے ہے۔اس پر مستزاد جمالیاتی فضا کی سرمستی ہے ۔ اردو زبان کے فروغ میں صوفیائے کرام کا براہ راست عمل دخل رہا ہے ۔ہندوستان کے اکابر صوفیا کی روز مرہ زبان بابا فرید سے سچل سرمست تک عوامی مسائل وسوچ کی نمائندگی کرتی نظر آتی ہے ۔سچل کے دوہے ہوں کہ کافیاں سرائیکی زبان میں بھی اور ریختہ یا اردو میں شوق سے پڑھی جاتی ہیں اورعوام میں مقبول ہیں۔اگر دیگر زبانوں کے محققین ان کے افکار کا تن دہی سے مطالعہ فرمائیں توسچل سرمست کے کلام کے مخفی گوشے اور افکارمزید سامنے آسکتے ہیں کیوں کہ ہر ایک محقق کا ذاتی نکتہ نظر ہوتا ہے ۔اس قسم کا فکری مطالعہ ادب کے طالب علموں میں نیا شعور پیدا کرے گا ان کے کلام کی خصوصیت اور فکروفن اردو زبان کے ارتقاء کوسمجھنے میں بھی معاون ہوگا اس وقت حالات اور واقعات کے بدلتے ہوئے تقاضے اس بات کے متقاضی ہیں کہ مختلف ادوار کے مختلف بیانیوں کا جائزہ لیا جائے جو از حدضروری ہے۔

سچل سرمست کے عہد کی شاعری خاندانی روایتوں اور رشتوں کے تقدس سے جڑی نظر آتی ہے یگانگت اور رواداری میں احترام اورمحبت کی چاشنی محسوس ہوتی ہے ۔سچل کے افکار میں محبت ایک دلکش استعارہ ہےجس کی علامتی معنویت ہرذی روح محسوس کرسکتا ہے اِس میں محبت کی وارفتگی اور سرشاری شامل ہے۔سچل کے کلام میں وسائل، مسائل اور تلاشِ رزق جیسے موضوعات کے بجائے تصوف، عشق مجازی وحقیقی، محبوب، دوست اور وجدان کا تذکرہ ملتا ہے ۔ یہ سچل سرمست کے عہد کی چاشنی ہے جوان میں اوران کے معاصرین میں بھی نظر آتی ہے ۔سچل سرمست اوران کے معاصرین کے دور کی اردوشاعری بھی انہی مضامین سے عبارت ہے ۔سچل سرمست اور معاصرین نے سندھی سرائیکی ،فارسی اور اردو زبان میں شاعری کے جواہر دکھائے ہیں ان کی اردوشاعری میں سرائیکی، سندھی، ریختہ یعنی دکنی لب ولہجہ رواں دواں نظر آتا ہے ۔اردوزبان کا یہ خاصا رہا ہے کہ وہ علاقائی زبانوں سے اختلاف کے بجائے ان کے دل میں جگہ بناتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اردو زبان سرائیکی اور سندھی زبانوں سے ہم آہنگ ہونے لگی کہ سندھی اور سرائیکی شعراء اورشاعرات نے بھی اردو کو اپنی زبان سمجھا ہے اور اردو زبان نے بھی علاقائی زبانوں کو اجنبیت کا احساس نہیں ہونے دیا۔سچل سرمست کے عہد میں مقامی شعراء نے اردو زبان میں بھی اشعار

کہنے کو اعزاز سمجھا اور اس طریقے سے انھوں نے خود کو اردو زبان کی تاریخ میں امر کرلیا۔ آج بھی اردو زبان کی جڑیں علاقائی زبانوں میں اس قدر گہری ہو چلی ہیں کہ علاقائی شعراء و شاعرات اردو زبان میں طبع آزمائی کو ایک قابلیت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں۔ یہ طبع آزمائی شاعری اور نثر دونوں میں موجود ہے۔

سچل سرمست کا عہد ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء سے شروع ہوتا ہے۔(۱) اُس وقت سندھ میں کلہوڑا حکمرانوں کا دور تھا کلہوڑوں کی یہ حکومت پچاس سال پر محیط ہے۔ اس کے بعد عنانِ حکومت تالپوروں نے سنبھالی یہ حکومت سچل کی وفات تک جاری وساری رہی۔ دوسری جانب سچل کے عہد کا دورانیہ میر کے عہد سے بھی عبارت ہے۔ میرؔ کے عہد سے مناسبت سے یوں بھی اہم ہے کہ اردو زبان کا استعمال بطور روزمرہ کی بول چال پورے غیر منقسم ہندوستان میں شروع ہو چکا تھا۔ اس وقت فارسی کی گرفت کمزور پڑنا شروع ہو چکی تھی۔ اس اعتبار سے سچل سرمست کے سرائیکی دوہے اور کافیاں نہایت اہم ہیں کہ ان کو پڑھ کر لسانی روابط پر غور کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اردو زبان دیگر زبانوں کی معاونت کررہی تھی اور اسی طرح دیگر زبانیں بھی اردو کو اہمیت دیتی تھیں یعنی اردو اور مقامی زبانوں میں کسی قسم کا تنازعہ یا الجھاؤ نہیں تھا بلکہ غیر منقسم ہندوستان کے باسی بالخصوص صوفیا اردو اور مقامی زبانوں کے ذریعے فکری سطح کی مرکزیت کے خواہاں تھے۔ سچل سرمست کے ہم عصروں میں نانک یوسف، عبداللہ کاتیار، گہرام فقیر، محمد صالح قادری، خیر شاہ رتے ڈیرے والا، روحل فقیر اور محمد صلاح الدین دوٹھیں والا جیسے اکابرین شعر وفن شامل ہیں۔ ڈاکٹر شاہدہ بیگم کے مطابق ''سچل کا زمانہ میر ومصحفی، جرات وانشاء کا زمانہ تھا'' دلّی اور لکھنؤ میں الفاظ کی تراش خراش ہورہی تھی''(۲) جس کا اثر دور تک علاقائی زبانوں پر پڑا۔ سچل سرمست کے محبت آمیز دوہے اور دل گداز کافیاں کچھ اس طرح سے ہیں:

	حسن وعشق	ہیر رانجھا	تصوف	کل تعداد
دوہے	۱۱۷	۷۴	۶۶	۲۵۷
کافیاں	۱۶۴	۱۶۶	۱۵۷	۴۸۷
	۲۸۱	۲۴۰	۲۲۳	۷۴۴

دیگر اصناف شعر میں غزل، قطعات، مثنوی، مرثیہ، نعت، رباعی، کافی، ابیات، مولود، سی حرفی، گھڑولی، فرد، مسدس مخمس شامل ہیں۔ حضرت سچل سرمست کے سخن پارے میں ان کے منفرد اسلوب ملاحظہ فرمائیں:

عشق جنہاں کو غمزہ لایا اوہے کتاب نہ پڑھسن
وچ کفر، اسلام، مذاہب، عاشق آڑاں نہ اڑسن
مار نقارہ اناالحق دا سچل، سولی پر آچڑھسن(۳)

اس مضمون کو ایک اور انداز سے پیش کیا ہے (ترجمہ):

ہوا ہے حکم اب مجھ کو بجا نوبت اناالحق کی
میں اس عالم میں برہا کا تماشا اب دکھاؤں گا

سچل سرمست اپنے کلام کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کے لیے اپنے انداز میں لوگوں سے مخاطب ہوئے ہیں۔وہ اپنے اردگرد کے لوگوں کو ربوبیت کی جانب مائل کرنا چاہتے تھے۔ان کے کلام میں جگہ جگہ پند و نصائح کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔اس لیے سچل کے کلام میں سرمستی،جلوۂ حق،تصوف،حسن شناسی اور انسان دوستی کے مظاہر جلوہ فگن ہیں۔ان تمام ارکان کا عمل دخل ان کی اپنی زندگی اور مریدین کی زندگی کا خاص حصہ تھیں۔ان کے مشاغل میں خدمت خلق،عبادت و ریاضت،سادگی اور خلق خدا کی دادرسی شامل تھی۔ان کے عقیدت مندوں میں تقریباً اس دور کے ہر مذہب،ہر فرقے اور ہر طبقے کے افراد شامل تھے جو ان کی انسان دوستی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔سچل کے دور کے حکمران بھی ان سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اکثر ان کی شاعری کو سماعت فرماتے تھے۔سچل کا ایک اور انداز سخن جو کہ دعوت تصوف اور دعوت عرفان ہے

ترجمہ:

مذاہب نے ممالک میں لوگوں کو الجھا دیا
شیخوں، پیروں اور بزرگوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا
کوئی جھک کر نمازیں پڑھتا ہے کچھ نے مندر آباد کیے
افسوس کہ عقل والے عشق کے حضور نہ آئے[۴]

سچل سرمست کی شاعری کے جواہر،فارسی،سندھی،سرائیکی،اردو ریختہ(ہندوی) میں نظر آتے ہیں مگر ہفت زبان شاعری کے متعلق دیگر زبانوں کا علم راقم کو نہ ہوسکا۔ڈاکٹر مخمور بخاری لکھتے ہیں کہ''سچل سرمست کا کلام سندھی،سرائیکی،اردو اور فارسی زبانوں میں ملتا ہے لہٰذا ہم سچل سائیں کو ہفت زبان شاعر نہیں کہہ سکتے''[۵] جبکہ ڈاکٹر کمال جامڑو کے مطابق ہفت زبان ایک ٹرم (Term) ہے جو لازمی نہیں کہ سات زبانوں میں شاعری کرنے والے کے لیے استعمال ہو۔سات سے کم زیادہ کے لیے بھی استعمال ہوسکتا ہے۔''[۶] جبکہ ڈاکٹر وفا راشدی''مہران نقش'' میں لکھتے ہیں کہ''سچل سرمست سات زبانوں،عربی،فارسی،اردو،ہندی،پنجابی،سرائیکی اور سندھی میں شعر کہتے تھے،فارسی میں آشکار اور فدائی تخلص کرتے تھے دیگر زبانوں میں اکثر سچل اور کہیں کہیں ڈنہ سچو تخلص کیا۔اقلیم سخن کے تاجدار شاعر ہفت زبان تھے۔''[۷]

سچل کو اظہار سخن پر مکمل عبور حاصل تھا۔ان کا کلام ہنوز پوری طرح سے منظر عام پر نہیں آیا۔آپ کے معتقدین و مریدین نے جو کلام سنا وہ سینہ بہ سینہ وائی،کافی،دوہے،مولود کی صورت میں محفلوں میں سنا جاتا تھا کچھ تحریر ہوگیا بقیہ کہیں کسی بیاض میں محفوظ ہوگا جو قلمی نسخے کی صورت میں ہماری نظروں سے مخفی ہے۔سچل سرمست نے اپنی سرمستی عشق میں محبوب کا تذکرہ احسن انداز سے کیا ہے اور زنانہ محاورات و جذبات کو اپنے منفرد انداز میں اس طرح قلم بند کیا کہ اہل سندھ و پنجاب ان

پر سر دھنتے اور دھمال کرتے ہیں۔

سچل سرمست ہیر رانجھا میں فرماتے ہیں:

ترجمہ:

سن رے میرے رانجھا آ جا میرے آنگن
دوست! تو ہم سے دور نہ جانا کر آنکھوں میں مسکن
کھیڑوں کی نگری سے اب توبہ چھوٹا جھگڑوں سے من
تو ہے میرا میں ہوں تیری بھاڑ میں کھیڑوں کا دھن
عشق نے کتنا ظلم ہے ڈھایا درد بنا ہے دشمن
آ جا دوست ''سچل'' کے ڈیرے لطف و کرم سے بن ٹھن(۸)

سچل سرمست کا ظاہر اور باطن محبوب کی یاد میں محو رہتا تھا ان کے مریدین جب ان کے پاس جمع ہوتے تھے تو آپ محفل سماع میں اپنے صوفیانہ خیالات سے ان کے قلب کی تطہیر کیا کرتے تھے۔ سچل کی غزل میں تصوف آمیز لہجہ نظیر اکبر آبادی اور راسخ عظیم آبادی سے زیادہ ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ سچل کے کلام میں اردو زبان سے محبت جھلکتی ہے جسے آج ہم سہل ممتنع سے پکارتے ہیں وہ رنگِ سادگی سچل کے کلام میں نمایاں ہے۔ عشق سے بھرپور سچل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

ابروئے کج کماناں، مژگاہ خذنگ باراں ہم نے جو تس کے آگے سینہ سپر کیا ہے(۹)
تو اتنی بے نیازی دلبر نہ کر سچل سے کیا اس گلی میں میری تو نے گزر کیا ہے(۱۰)
آنکھوں کے غمزے سے ہے لوٹا دل ہمارا دوست نے بس عاقبت دیکھیں گے ہم اک دن تماشا یار کا(۱۱)

سچل سرمست کی ایک کافی کے اشعار کا ترجمہ:

تیری باندی بن کر آتی ہوں اے دوست! میں واری جاتی ہوں
مرتی ہوں گر تیرے ہاتھوں تو چاندی کہلاتی ہوں
لوگوں کے طعنوں کی کیا پروا رانجھے کی جانب جاتی ہوں
بارِ ملامت رانجھے والا سر پر روز اٹھاتی ہوں
سچل، آنگن میں دلبر کے پاؤں میں بیڑی پاتی ہوں(۱۲)

سچل سرمست کی سرمستی کا ایک کافی میں ترجمہ:

کوئی کیا سمجھے کیا جانے میں جو کچھ ہوں وہ میں جانوں
کبھی مومن ہوں کبھی کافر ہوں کبھی جاہل مطلق ظاہر ہوں

کبھی ساحر ہوں کبھی شاعر ہوں   میں جو کچھ ہوں وہ میں جانوں(......الخ)[۱۳]

سچل سرمست کے دور میں انگریزوں نے مغلیہ سلطنت کو آہستہ آہستہ ہڑپ کرنا شروع کر دیا تھا اور انگریزوں اور اس کے حواریوں (تجارت پیشہ) حضرات کے غاصبانہ رویہ اور حکمت عملی جاری تھی جس سے ارض سندھ کا بری طرح متاثر ہونا لازمی امر تھا۔ اس حب الوطنی کا اشارہ بھی سچل کے کلام میں جا بجا ملتا ہے۔ وہ حق کے پرچار میں سدا مشغول رہے۔ ان کے سندھی کلام سے ایک اقتباس:

ترجمہ:

وحدت نامہ

اس من و تُو کو وہ عاشق مانتے ہرگز نہیں   زندگی و موت کو وہ جانتے ہرگز نہیں
دوست و دشمن سب ہیں یکساں خرقہ پوشوں کے لیے   شہد و حنظل ایک ہیں ان زہر نوشوں کے لیے
ان کی گردن عیش کے آگے کبھی جھکتی نہیں   بارش خوں ان کی آنکھوں سے کبھی رکتی نہیں
یاد حق میں ترکِ دنیا پرجیا کرتے ہیں وہ   سر کٹا کر ساغرِ الفت پیا کرتے ہیں وہ[۱۴]

نسیم امروہوی کے مطابق حضرت سچل سرمست نے اس دور میں بھی اردو غزلیات میں وہ صوفیانہ اور اخلاقی مضامین نظم کیے تھے جو آج بھی انقلابی ذہنیت کے باوجود ہر طبقے میں مقبول ہیں۔''[۱۵]

سچل سرمست کی دریافت شدہ پچاس غزلیات اپنی ہیئت کے اعتبار سے حسن وعشق، تصوف ومعرفت دل کشی و چاشنی لیے ہوئے ہے۔ سچل کے کلام میں تصوف آمیز لہجہ خواجہ میر درد سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ اردو شاعری کے بہترین اضافے میں سچل کی شاعری میر تقی میر اور خواجہ میر درد کے رنگ سے مطابق رکھتی ہے۔ سچل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

وہی ظاہر وہی باطن وہ ''ہم تم'' کا بہانہ ہے   نکل کر اِس کفر اور اسلام کی حد سے یہ فرماں ہے[۱۶]
بہتر ہے ایسی زندگی بن عشق ہے شرمندگی   بن عشق ہے شرمندگی بہتر ہے ایسی زندگی[۱۷]
آخر یہ مطلب پالیا مرشد نے یہ ہم سے کہا   بن عشق دلبر کے سچل کیا کفر کیا اسلام ہے[۱۸]
اس حال کی اپنے خبر کس کو سناؤں اے صنم   جنجال ہے یہ زندگی مرنا ہی میرا کام ہے[۱۹]
مجھ کو فنا کرے گی جاناں تری جدائی   فرقت میں تیری در در کرتا ہوں میں گدائی[۲۰]
آنکھوں میں اس کے کاجل ہاتھوں میں اس کے لالی   پیتا ہے خوب بھر بھر وہ جام پرتگالی[۲۱]
اس کو خبر نہیں ہے اس عشق کی اے یارو   جو شخص ہے یہ کہتا معشوق بے وفا ہے[۲۲]

سچل سرمست کے اندازِ سخن میں محبت کی علامتی معنویت: میر تقی میر، خواجہ میر درد، نظیر اکبر آبادی اور راسخ عظیم آبادی کے انداز تصوف سے مطابقت رکھتی ہے اور کسی طور پر بھی یہ کم نہیں ہے۔ یہ بڑا کمال ہنر اور اردو سے عشق ہے کہ سچل سرمست نے دہلی، اورنگ آباد اور لکھنؤ سے دور رہتے ہوئے اردو شاعری میں مشق سخن کی اور کمال کی شاعری اردو ادب کو عطا

کی۔ اس شاعری نے ہند اور سندھ کا فرق مٹایا اور تضادات سے کہیں دور تمام افراد کے لیے محبت کا سبق پہنچایا اور یوں اردو زبان کے لیے محبت امن و آشتی کی امین ٹھہری۔ سندھ کے مشہور ریسرچ اسکالر رشید احمد لاشاری لکھتے ہیں کہ ''حضرت سچل سرمست کے اردو کلام میں اخلاق، تصوف، کیفیاتِ قلبی اور حسن وعشق کی واردات ہر حالت میں موجود ہے ان کے سندھی، سرائیکی اور فارسی کلام کی طرح اردو کلام کی بنیاد بھی عشقِ حقیقی پر قائم ہے لیکن اس کے باوجود جہاں عشقِ مجازی کی کیفیت بیان فرماتے ہیں وہاں ان کے معیارِ کلام میں کہیں بھی کوتاہی نظر نہیں آتی۔'' (۲۳) رشید احمد لاشاری کا اردو زبان کے لیے خراج عقیدت:

یہ وہ اردو ہے جو اہلِ عرب سے سندھ میں آئی ۔۔۔ بڑھی ملتان میں اور پرورش لاہور میں پائی
اُسے تقدیر دلّی سے اٹھا کر لکھنؤ لائی ۔۔۔ غرض مشرق سے مغرب تک ہوئے سب اِس کے شیدائی
نہ پنجابی کی دشمن ہے نہ سندھی سے عداوت ہے ۔۔۔ یہی تو شانِ اردو ہے کہ اس کو سب سے الفت ہے (۲۴)

سچل سرمست کے اشعار اُردو شاعری میں محبت کی معنویت کے حوالے سے ایک اختصاص رکھتے ہیں کیوں کہ سچل کے پیغام میں حسن وعشق، تصوف، باہمی یگانگت، وحدت الوجود، پیار ومحبت، امن وآشتی کے علامتی پیغامات حقیقی محبت کے حامل ہیں۔ سچل کی محبت اپنے نام کی طرح سچی ہے۔

حواشی

(۱) ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، سندھ میں اردو شاعری، (کراچی: محکمۂ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۲ء)، بارسوم، ص ۶۶

(۲) ڈاکٹر بیگم شاہدہ، سندھ میں اردو، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۰ء)، ص ۲۳۸

(۳) احسن جاوید، حضرت سچل سرمست: بحیثیت سرائیکی صوفی شاعر، مشمولہ حضرت سچل سرمست عظیم شاعر ومفکر، مرتب ڈاکٹر نواز علی شوق، (کراچی: محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۲ء)، ص ۵۹

(۴) ڈاکٹر نواز علی شوق، سچل سرمست (تاریخ، تصوف اور شاعری)، (کراچی: محکمۂ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۰۹ء)، ص ۳۲

(۵) رشید احمد لاشاری، سچل سرمست، (کراچی: محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۳ء)، بار دوم، ص ۳۷

(۶) ایضاً، ص ۳۷

(۷) ڈاکٹر وفا راشدی، مہران نقش، (کراچی: مکتبۂ اشاعتِ اردو، ۱۹۸۶ء)، باراوّل، ص ۱۷۹

(۸) رشید احمد لاشاری، محولۂ بالا، ص ۲۵۰

(۹) ڈاکٹر نواز علی شوق، محولۂ بالا، ص ۱۲۵

(۱۰) ڈاکٹر نبی بخش خانبلوچ، محولۂ بالا، ص ۷۵

(۱۱) رشید احمد لاشاری، محولۂ بالا، ص ۱۴۷
(۱۲) ایضاً، ص ۲۵۲
(۱۳) ایضاً، ص ۲۷۳
(۱۴) ایضاً، ص ۹۴
(۱۵) مولانا صادق محمد حکم رام پوری، رسالو سچل سر مست، ڈاکٹر مخمور بخاری (مرتب)، (حیدرآباد: سندھی ادبی بورڈ، ۲۰۱۲ء)، بار سوم، ص ۴۸۰
(۱۶) ایضاً، ص ۴۷۲
(۱۷) ایضاً، ص ۴۸۳
(۱۸) ایضاً، ص ۴۷۶
(۱۹) ایضاً، ص ۴۶۹
(۲۰) ایضاً، ص ۴۷۱
(۲۱) ایضاً، ص ۴۷۳
(۲۲) رشید احمد لاشاری، محولۂ بالا، ص ۱۳۶
(۲۳) ایضاً، ص ۱۷۸
(۲۴) ایضاً، ص ۱۷۸

مآخذ:

(۱) بلوچ، نبی بخش خان، ڈاکٹر، سندھ میں اردو شاعری، کراچی: محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۲ء، بار سوم
(۳) جاوید، احسن، حضرت سچل سرمست: بحیثیت سرائیکی صوفی شاعر، مشمولہ حضرت سچل سرمست عظیم شاعر و مفکر، مرتب ڈاکٹر نواز علی شوق، کراچی: محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۲ء
(۷) راشدی، وفا، ڈاکٹر، مہران نقش، کراچی: مکتبۂ اشاعتِ اردو، ۱۹۸۶ء، بار اوّل
(۱۵) رام پوری، صادق محمد حکم، مولانا، رسالو سچل سرمست، ڈاکٹر مخمور بخاری (مرتب)، حیدرآباد: سندھی ادبی بورڈ، ۲۰۱۲ء، بار سوم
(۲) شاہدہ، بیگم، ڈاکٹر، سندھ میں اردو، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۰ء
(۴) شوق، نواز علی، ڈاکٹر، سچل سرمست (تاریخ، تصوف اور شاعری)، کراچی: محکمۂ ثقافت و سیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۰۹ء
(۵) لاشاری، رشید احمد، سچل سرمست، کراچی: محکمۂ ثقافت وسیاحت، حکومت سندھ، ۲۰۱۳ء، بار دوم